

الغلو ومظاهره

غلو کے کرشمے

www.KitaboSunnat.com

اعداد:

عبدالہادی عبدالخالق مدنی

کاشانہ خلیق، اٹوا بازار، سدھارتھ نگر، یوپی

داعی احساء اسلامک سینٹر، سعودی عرب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

*** توجہ فرمائیں! ***

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب.....

عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ

لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔

متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔

دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی

نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

تنبیہ

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

محتویات	صفحہ	موضوعات
مقدمة	4	مقدمہ
التمہید	6	تمہید
معنی الغلو	8	غلو کا مفہوم
تاریخ الغلو	12	غلو کی تاریخ
أسباب الغلو	15	غلو کے اسباب
1- الجهل بالدين	15	1. جہالت اور صحیح دین سے ناواقفیت
2- اتباع الهوى	26	2. خواہشات نفس کی پیروی
3- الاعتماد على الأحاديث الضعيفة والموضوعة	27	3. غیر معتبر، کمزور اور جھوٹی احادیث پر اعتماد
وسائل الابتعاد من الغلو	36	غلو سے بچنے کے وسائل
1- الدعاء	36	1. دعا

2- سؤال أهل العلم	38	2. اہل علم سے سوال
3- الالتزام بالشرع	38	3. پابندی شریعت
4- الاستقامة	39	4. استقامت اختیار کرنا
5- تذكر النهي عن الغلو	39	5. غلو کی ممانعت کو یاد رکھنا

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مقدمہ

الحمد لله و الصلاة والسلام على رسول الله، أما بعد:

اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو "خیر امت" اور "امت وسط" بنایا ہے۔ دین اسلام وسطیت و میانہ روی اور اعتدال و توازن کا حامل ہے۔ یہ مذہب گمراہی کے دونوں سرے غلو اور تقصیر سے محفوظ ہے۔

انسان کے ازلی دشمن شیطان کی ہمیشہ یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ انسان کو کسی نہ کسی گمراہی میں مبتلا کر دے۔ یا تو انسان کو دین پسندی و دینداری سے دور کر کے تفریط و تقصیر کا شکار بنا دے۔ یا دینداری کے جذبات کا ناروا استعمال کر کے اسے افراط اور غلو میں مبتلا کر دے۔

واضح رہے کہ تفریط و تقصیر کے مقابلے میں افراط اور غلو زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ افراط و تقصیر میں عموماً غلطی کا احساس ہوتا ہے اور اس لئے توبہ کی بھی توقع ہوتی ہے۔ اس کے برخلاف غلو میں مبتلا شخص اپنے کو برحق سمجھتا ہے۔ بزعم خود اپنی دینداری میں مست اور مگن ہوتا ہے۔ جب کہ درحقیقت راہ حق اور صراط مستقیم سے وہ دور جا چکا ہوتا ہے۔ کیونکہ صراط مستقیم ہر افراط و تفریط سے پاک ہے۔ قرآن مجید، سنت

صحیحہ اور سلف صالحین کی روش ہر غلو سے روکتی ہے۔

زیر نظر کتاب "غلو کے کرشمے" دراصل ایک تقریر ہے جو احساء اسلامک سینٹر ہفوف کے لیکچر ہال میں 20/ جمادی الثانی 1428ھ مطابق 5/ جولائی 2007ء بروز جمعرات کو کی گئی۔ اس کے اندر غلو کے مفہوم، اس کی تاریخ، اس کے اسباب اور اس سے بچنے کے وسائل پر گفتگو کی گئی ہے۔ اس کی اہمیت و افادیت کو سامنے رکھتے ہوئے اسے کتابی شکل دے دی گئی۔ نیز نظر ثانی کر کے مناسب ترمیم اور ضروری حذف و اضافے بھی کئے گئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اسے ہر خاص و عام کیلئے نافع بنائے۔ اس کے مرتب اور اس کی نشر و اشاعت میں معاون ہر فرد کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین۔

عبدالہادی عبدالحالقی مدنی

کاشانہ خلیق۔ اٹوا بازار۔ سدھار تھ نگر۔ یوپی

داعی احساء اسلامک سینٹر ہفوف، سعودی عرب

2010ء



بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله، أما بعد:

سنہ کی بات ہے۔ نبی ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ اپنی زندگی کا آخری حج ادا فرما رہے ہیں۔ میدان عرفات میں وقوف کر چکے ہیں۔ مزدلفہ میں رات بھی گزار چکے ہیں۔ ذوالحجہ کی دس تاریخ ہے۔ صبح کا وقت ہے۔ جمرہ عقبہ کو کنکری مارنے کا وقت ہوا چاہتا ہے۔ نبی ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہیں۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو بلاتے ہیں۔ فرماتے ہیں: «میرے لئے سات کنکریاں چن کر لاؤ»۔ آپ چنے کے دانے کے برابر سات کنکریاں لا کر دیتے ہیں۔ نبی ﷺ وہ کنکریاں دکھاتے ہوئے لوگوں سے فرماتے ہیں: «ان جیسی کنکریوں سے رمی کرو»۔ نیز فرماتے ہیں: «اے لوگو! دین میں غلو سے بچو، کیونکہ تم سے پہلے کی امتوں کو دین میں غلو نے ہی تباہ و برباد کر دیا»۔

«إياكم والغلو في الدين فإنما هلك من كان قبلکم بالغلو في الدين».

اس حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند میں، اور امام نسائی نے اپنی سنن صغریٰ اور کبریٰ میں، اور امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں، اور امام ابن حبان اور امام ابن خزیمہ نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ امام حاکم نے مستدرک میں یہ حدیث روایت کرنے کے بعد اسے بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح قرار دیا ہے، اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔ نیز امام نووی نے المجموع میں، اور امام ابن تیمیہ نے اقتضاء الصراط المستقیم میں، اور علامہ البانی نے السلسلہ الصحیحہ کے اندر اسے صحیح قرار دیا ہے۔

یہ نہایت عظیم حدیث ہے۔ یہ دین کا ایک جامع اصول ہے۔ یہ حدیث ایک مسلمان کو ہر قسم کے غلو سے روکتی ہے، خواہ وہ عقیدہ کا غلو ہو یا عمل کا۔ آئیے آج کی مجلس میں یہی معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ غلو کیا چیز ہے؟ غلو کی تاریخ کیا ہے؟ غلو کے اسباب کیا ہیں؟ غلو نے کیا کیا گل

کھلائے؟ اور شریعت کی نظر میں غلو کی کیا حیثیت ہے؟ اور غلو سے بچنے کے
کیا وسائل و ذرائع ہیں؟؟

غلو کا مفہوم:

غلو عربی زبان کا لفظ ہے۔ غلو کا معنی ہے حد سے آگے نکل جانا،
حد سے تجاوز کر جانا۔ استحقاق سے زیادہ تعریف یا مذمت کرنا۔ یعنی کسی چیز
کی اتنی زیادہ تعریف کرنا جتنے کی وہ مستحق نہیں، یا کسی چیز کی اتنی زیادہ برائی
کرنا جتنے کی وہ مستحق نہیں۔ مثال کے طور پر نصرانیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی
تعریف میں اس قدر غلو کیا کہ انھیں اللہ کا بیٹا قرار دے دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا
ارشاد ہے۔

﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ إِنَّمَا
الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ
فَاتَمُّوْا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ ۚ اٰنْتَهُوا خَيْرًا لَّكُمْ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَهٌُ وَاحِدٌ
سُبْحٰنَهُ ۚ اَنْ يَكُوْنَ لَهُ وَلَدٌ لَهُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ
وَكِيلًا﴾ ﴿۱۷۱﴾ النساء: ۱۷۱

(اے اہل کتاب! اپنے دین کے بارے میں حد سے نہ گذر جاؤ، اور اللہ پر بجز حق کے اور کچھ نہ کہو، مسیح عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) تو صرف اللہ تعالیٰ کے رسول اور اس کے کلمہ (کن سے پیدا شدہ) ہیں، جسے مریم (علیہا السلام) کی طرف ڈال دیا تھا اور اس کے پاس کی روح ہیں، اس لئے تم اللہ کو اور اس کے سب رسولوں کو مانو، اور نہ کہو کہ اللہ تین ہیں، اس سے باز آ جاؤ کہ تمہارے لئے بہتری ہے، اللہ عبادت کے لائق تو صرف ایک ہی ہے، اور وہ اس سے پاک ہے کہ اس کی اولاد ہو، اسی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اور اللہ کافی ہے کام بنانے والا)۔

نیز ارشاد ہے: ﴿قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ غَیْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْا اَهْوَاَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا کَثِیْرًا وَضَلُّوْا عَنْ سَوَاہِ السَّبِیْلِ ﴿۷۷﴾﴾ المائدہ: ۷۷

(کہہ دیجئے اے اہل کتاب! اپنے دین میں ناحق غلو اور زیادتی نہ کرو، اور ان لوگوں کی نفسانی خواہشوں کی پیروی نہ کرو جو پہلے سے بہک چکے ہیں، اور بہتوں کو بہکا بھی چکے ہیں، اور سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں)۔

نبی ﷺ نے بھی صلیب پرست نصرانیوں کے اسی غلو کے پیش نظر اپنے بارے میں اپنی امت کو متنبہ فرمایا:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَمِعَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ عَلَى الْمَنْبَرِ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ، فَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ». (رواه البخاري)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو منبر پر کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا ہے: «تم میری تعریف میں اس طرح مبالغہ نہ کرنا جس طرح نصرانیوں نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں کیا ہے، میں فقط اللہ کا بندہ ہوں لہذا مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو»۔ (بخاری)

نیز ارشاد ہے: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَلْكَ الْمُتَنَطِّعُونَ، قَالَهَا ثَلَاثًا. (رواه مسلم)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: «اپنے قول و فعل میں حدود سے تجاوز کرنے والے ہلاک و برباد

ہو گئے۔» آپ ﷺ نے اسے تین بار دہرایا۔ (مسلم)

غلو وہ خطرناک چیز ہے جو صراطِ مستقیم سے انحراف کی سب سے بڑی وجہ ہے۔ نصرانیت کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام توحید خالص لے کر کے آئے تھے جو ہر طرح کے کفر و شرک کی آمیزش سے پاک تھا، لیکن جب ان کے ماننے والوں نے ان کی ذات میں غلو کرنا شروع کیا تو دھیرے دھیرے عیسیٰ علیہ السلام کے لائے ہوئے دین کی شکل ایسی بگڑ گئی کہ ہندستان کی بت پرستی، یونان کی فلسفیانہ موشگافی، اور یہودیوں کی باطل پرستی کا ملغوبہ بن کر آسمانی دین کے بجائے خود ساختہ آراء و افکار کا چوں چوں کا مربہ تیار ہو گیا۔ آج نصرانیت کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل ہو گیا ہے کہ اس دین کی ابتدا توحید خالص سے ہوئی تھی۔

غلو کی تاریخ

انسانی تاریخ میں سب سے پہلی گمراہی غلو کے راستہ سے آئی۔ قرآن کریم میں سورہ نوح کے اندر قوم نوح کے جن معبودوں کا تذکرہ آیا ہے یعنی ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر۔ صحیح بخاری میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ یہ ان کی قوم کے اولیاء و صالحین اور بزرگوں کے نام ہیں۔ ان کی وفات کے بعد شیطان ان کی قوم کے پاس آیا اور ان کی تصویریں بنا کر گھروں، دکانوں اور مجلسوں میں رکھنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا کیا، پھر جب یہ نسل ختم ہو گئی اور علم اٹھ گیا، تو شیطان بعد والوں کے پاس آیا، اور اس نے کہا کہ تمہارے آباء واجداد ان بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے، چنانچہ ان کی عبادت شروع ہو گئی۔

نوح علیہ السلام اس روئے زمین پر اللہ کے پہلے رسول تھے اور ان کی قوم میں گمراہی غلو کے راستے سے آئی۔ محمد ﷺ اس روئے زمین پر اللہ کے آخری رسول تھے اور آپ سے ماقبل کے رسول عیسیٰ علیہ السلام کی قوم

میں بھی گمراہی غلو کے راستہ سے آئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر اہل کتاب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو نہ کرو جیسا کہ آیت گذر چکی ہے۔ اپنے آپ کو عیسائی کہنے والوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی ذات میں اس قدر غلو کیا کہ آپ کو مقام رسالت سے اٹھا کر مقام الوہیت پر فائز کر دیا، اور اتنا ہی نہیں بلکہ انھوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا رب بنالیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اَتَّخِذُوا اَحْبَارَهُمْ وَرُهَبَانَهُمْ اَرْكَابًا مِّنْ دُونِ اللّٰهِ﴾ التوبہ: ۳۱ (ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنالیا)

اس آیت کی تفسیر عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے ہوتی ہے جو سنن ترمذی میں مروی ہے اور علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ جب عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ آیت پڑھتے ہوئے سنی تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہود و نصاریٰ نے اپنے عالموں اور درویشوں کی عبادت تو نہیں کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا ایسی بات نہیں

کہ اگر تمہارے علماء کوئی چیز حلال کر دیتے تھے تو تم اسے حلال مان لیتے تھے، اور اگر کوئی چیز حرام کر دیتے تھے تو تم اسے حرام مان لیتے تھے؟ فرمایا: ایسا تو تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہی ان کی عبادت تھی۔

افسوس کہ امت مسلمہ کے بعض لوگوں میں بھی غلو کی بیماری در آئی ہے، اور ان لوگوں نے بھی محمد ﷺ کو مقام رسالت سے اٹھا کر مقام الوہیت پر فائز کر دیا ہے، جیسا کہ آگے بیان آئے گا۔ اور بعض لوگوں نے علمائے دین کو شارح کے مقام سے اٹھا کر شارع کے مقام پر رکھ دیا ہے۔ علماء کے آراء و اقوال کو کتاب و سنت کے واضح نصوص پر فوقیت دینے لگ گئے۔
فاللہ المستعان۔

غلو کے اسباب

غلو یوں ہی نہیں پیدا ہوتا بلکہ اس کے پیچھے چند اسباب ہوتے ہیں۔
آئیے ان اسباب کا جائزہ لیتے ہیں۔

غلو کا پہلا سبب: جہالت اور صحیح دین سے ناواقفیت

دراصل جہالت اور صحیح دین سے ناواقفیت ہر طرح کے غلو اور بدعت پیدا ہونے کا عظیم باعث ہے۔ دین سے ناواقفیت کی کئی شکلیں ہیں۔ ایک شکل تو یہ ہے کہ مقاصد شریعت کا فہم حاصل نہ ہو۔ مثلاً اللہ کا ارشاد ہے: ﴿يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ البقرة: ۱۸۵ (اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے، تمہارے ساتھ سختی نہیں چاہتا ہے)۔

نیز ارشاد ہے: ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمُ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾ الحج: ۷۸ (اور اس نے تم پر دین کے معاملہ میں کوئی تنگی نہیں ڈالی)۔

جو لوگ اس آسانی اور رفع حرج کو نہیں سمجھتے وہ اپنے آپ کو ایسی

سختیوں میں مبتلا کر لیتے ہیں جو شریعت نہیں چاہتی۔ مثلاً پوری پوری رات صلاۃ پڑھنا، ہر دن لگاتار صوم رکھنا۔ وغیرہ

دین سے ناواقفیت کی دوسری شکل یہ ہے کہ شریعت کے متعین کردہ حدود سے ناواقفیت ہو، چنانچہ ایسا شخص بہ آسانی ان حدود کو پار کر جاتا ہے۔ جن لوگوں کو واجب و مستحب اور مکروہ و حرام کی تمیز نہیں ہوتی وہ غیر واجب کو واجب اور جائز کو حرام کر لیتے ہیں۔ مثال کے طور پر بہت سے نادان ٹوپی یا پگڑی کو مستحب یا واجب سمجھتے ہیں، اور ٹوپی نہ ہونے کی وجہ سے صلاۃ تک چھوڑ دیتے ہیں، کیونکہ ننگے سر صلاۃ پڑھنے کو حرام سمجھتے ہیں۔

دین سے ناواقفیت کی تیسری شکل یہ ہے کہ کسی مسئلہ سے متعلق تمام نصوص کو اکٹھا کئے بغیر چند ایک نصوص کے ذریعہ کوئی رائے قائم کر لینا۔ مثلاً صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو زکاة رمضان کی حفاظت پر مامور فرمایا تھا۔ رات میں ایک شخص آیا اور غلہ بھر کے لے جانے لگا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑ لیا اور نبی

صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تک اس کا معاملہ پہنچانے کی دھمکی دی۔ وہ رونے گڑ گڑانے لگا اور اپنی ضرورت اور محتاجی بیان کرنے لگا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس پر ترس کھا کر اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو نبی صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پوچھا: «رات تمہارے قیدی نے کیا کیا؟» ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس نے اپنی غربت و محتاجی بیان کی، میں نے ترس کھا کے چھوڑ دیا۔ آپ صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: «وہ جھوٹا ہے پھر پلٹ کے آئے گا»۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ ضرور پلٹ کے آئے گا، اس لئے میں اس کی تاک میں بیٹھ گیا۔ دوسری رات وہ پھر آ کر غلہ بھرنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور نبی صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تک اس کا معاملہ پہنچانے کی دھمکی دی۔ وہ رونے گڑ گڑانے لگا اور اپنی اور اپنے بچوں کی پریشانی بیان کرنے لگا۔ پھر میں نے اس پر ترس کھا کر اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو نبی صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پھر پوچھا: «ابوہریرہ! گزشتہ رات تمہارے قیدی نے کیا کیا؟» ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سارا ماجرا بیان کیا۔ آپ صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: «وہ جھوٹا ہے پھر پلٹ کے آئے گا»۔ چنانچہ تیسری رات وہ پھر پلٹ

کے آیا اور اپنی حرکت دہرائی۔ جب پکڑا گیا تو پھر رونادھونا شروع کیا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ تیسری بار ہے، اب میں تجھے نہیں چھوڑ سکتا۔ اس نے کہا: مجھے چھوڑ دیجئے میں آپ کو ایک ایسی بات سکھاؤں گا جس سے اللہ آپ کو نفع دے گا۔ جب آپ سونے کے لئے اپنے بستر پر جائیں تو آیۃ الکرسی پڑھ لیں، آپ کی حفاظت کے لئے اللہ کی جانب سے ایک نگہبان متعین ہو جائے گا، اور صبح ہونے تک شیطان آپ کے قریب نہ آئے گا۔ صحابہ خیر کے بڑے حریص تھے چنانچہ اسے پھر چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو نبی ﷺ کے دریافت کرنے پر پورا واقعہ بتایا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: «وہ بہت بڑا جھوٹا ہے لیکن اس نے تم سے سچ کہا۔ وہ شیطان تھا»۔

یہ صحیح بخاری کی حدیث ہے جسے ہم نے معمولی اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے۔ بعض اہل بدعت یہ حدیث ذکر کر کے نبی ﷺ کا عالم الغیب ہونا ثابت کرتے ہیں۔ مسئلہ عالم الغیب سے متعلق قرآن کریم کی متعدد صاف اور صریح آیات نیز نبی ﷺ کی متعدد صاف اور صریح احادیث کو

چھوڑ کر صرف ایک حدیث کے ذریعہ جب کہ وہ بھی اس مسئلہ میں واضح نہیں ہے نبی ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ کر دینا دین برحق سے ناواقفیت، بے بصیرتی یا خواہش پرستی نہیں تو اور کیا ہے؟

ایک طرف قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا صاف صاف اعلان ہے:

﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ﴾ ﴿٦٥﴾ النمل: ٦٥ (کہہ دیجئے کہ آسمانوں والوں میں سے اور زمین والوں میں سے سوائے اللہ کے کوئی غیب نہیں جانتا، انھیں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ کب اٹھا کھڑے کئے جائیں گے؟)۔

دوسری طرف صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیث میں عائشہ رضی اللہ عنہا کا واضح فرمان ہے کہ جو شخص یہ گمان رکھتا ہے کہ نبی ﷺ آئندہ کل کو پیش آنے والے حالات کا علم رکھتے ہیں اس نے اللہ پر بہت بڑا بہتان باندھا، اس لئے کہ اللہ تو فرما رہا ہے کہ "آسمان و زمین میں غیب کا علم صرف اللہ کو ہے"۔

تیسری طرف اہل بدعت ہیں جن کا یہ دعویٰ ہے کہ صرف اللہ کے رسول ہی نہیں بلکہ صوفیاء اور اولیاء بھی غیب جانتے ہیں۔ نعوذ باللہ من الضلال۔

دین سے ناواقفیت کی چوتھی شکل یہ ہے کہ دین کے ایک پہلو کو دیکھنا اور دوسرے پہلوؤں کو نظر انداز کر دینا۔ مثال کے طور پر بہت سے دعوت و تبلیغ کا شوق رکھنے والوں نے دعوت و تبلیغ کی اہمیت کے پہلو کو دیکھا اور صحیح علم اور صحیح عقیدہ کی اہمیت کو نظر انداز کر دیا۔

ایسے ہی ان گمراہ نوجوانوں کو دیکھئے جنہوں نے جہاد کے نام پر فساد پھیلارکھا ہے۔ انہوں نے قرآن کی من مانی تفسیر کی اور حدیثوں کی اپنی خواہش کے مطابق شرح کی۔ انہوں نے قتال کی آیات و احادیث کو دیکھا اور امن و صلح کی آیات و احادیث کو نظر انداز کر دیا۔ انہوں نے اسلامی حکومت قائم کرنے کے نام پر بے گناہوں کے خون بہائے، جان و مال پر ناحق حملے کئے، اور خود اپنے عقیدہ و عمل کی اصلاح نہ کر سکے۔ یہ نوجوان خوارج کے

طریقوں پر چل پڑے۔ مسلمان علماء اور حاکموں پر تہمت تراشی کی۔ مسلمان مردوں، عورتوں اور معصوم بچوں تک کے قتل سے دریغ نہ کیا۔ الغرض تمام روئے زمین کو فتنہ و فساد سے بھر دیا۔ اللہ انھیں ہدایت نصیب فرمائے۔

ایسے ہی صوفیاء اور قبر پرستوں کو لے لیجئے کہ انھوں نے انبیاء اور اولیاء کی تعظیم کے پہلو کو دیکھا لیکن توحید کی حفاظت اور شرک کے راستوں کو بند کرنے کے پہلو کو نظر انداز کر دیا۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ کی تعظیم کے نام پر آپ کی ذات میں وہ وہ غلو کئے کہ الامان والحفیظ۔ آئیے ان کے غلو کے ایک نمونہ دیکھتے ہیں:

ایک صاحب کہتے ہیں:

خالقِ کل نے آپ کو مالکِ کل بنادیا
 دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں
 شاعری میں دلیل کی کبھی ضرورت نہیں ہوتی۔ شاعر کے منہ میں جو آئے
 بک جائے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ﴾

﴿۲۲۴﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ﴿۲۲۵﴾ الشعراء: ۲۲۴ - ۲۲۵

(شاعروں کی پیروی وہ لوگ کرتے ہیں جو بہکے ہوئے ہوں۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ شاعر ایک ایک بیابان میں سر ٹکراتے پھرتے ہیں)۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو یوں مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ آل عمران: ۱۲۸ (اے پیغمبر! آپ کے اختیار میں کچھ نہیں) اور شاعر کہتا ہے:

خالق کل نے آپ کو مالکِ کل بنادیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ۔

یہاں ایک مسئلہ وضاحت کے ساتھ سمجھ لینا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے حقوق کو الگ الگ نہ جاننا گمراہی کا بہت بڑا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اللہ اور رسول کے مشترکہ حقوق بھی بیان

کئے ہیں اور اللہ نے اپنا خاص حق بھی بیان کیا ہے جس میں رسول ﷺ شریک نہیں ہیں۔ عبادت وہ سب سے بڑا حق ہے جس میں اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ ارشاد ہے: ﴿قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ﴾ ﴿۱۱﴾
 الزمر: ۱۱ (آپ کہہ دیجئے! کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کروں کہ اسی کے لئے عبادت کو خالص کر لوں)۔

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ﴾ ﴿۵۴﴾ النور: ۵۲ (جو بھی اللہ تعالیٰ کی، اس کے رسول کی فرماں برداری کریں، خوف الہی رکھیں اور اس کے عذابوں سے ڈرتے رہیں، وہی نجات پانے والے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ میں واضح کیا کہ اطاعت اللہ اور رسول کا مشترک حق ہے لیکن خشیت اور تقویٰ اللہ کا خاص حق ہے جس میں رسول ﷺ شریک نہیں ہیں۔

نیز ارشاد ہے: ﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ ۖ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ﴾ ﴿۸﴾

الشرح: ۷ - ۸ (پس جب تو فارغ ہو تو عبادت میں محنت کر اور اپنے پروردگار ہی کی طرف دل لگا)۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رغبت، لالچ اور دل لگانا عبادت ہے جو صرف اللہ کا حق ہے۔

نیز ارشاد ہے: ﴿يَأَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (۶۴) ﴿الأنفال: ۶۴﴾ (اے نبی! تجھے اللہ کافی ہے اور ان مومنوں کو جو تیری پیروی کر رہے ہیں)۔

اس آیت میں اللہ نے بتایا کہ کافی ہونا صرف اللہ کا حق ہے۔ نیز ارشاد ہے: ﴿وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ (۲۳) ﴿المائدہ: ۲۳﴾ (اور تم اگر مومن ہو تو تمہیں اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے)۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ توکل صرف اللہ کا حق ہے لہذا اگر کوئی یہ کہے کہ مجھے اللہ و رسول پر توکل اور بھروسہ ہے تو اس نے شرک کا ارتکاب کیا۔

نیز ارشاد ہے: ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾ ﴿٥٦﴾ القصص: ٥٦ (آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہے ہدایت کرتا ہے۔ ہدایت والوں سے وہی خوب آگاہ ہے)۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ دلوں میں ہدایت ڈالنا صرف اللہ کا کام ہے، رسول اللہ ﷺ کا کام نہیں ہے۔

نیز ارشاد ہے: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ ﴿٥٠﴾ الفاتحہ: ٥ (ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں)۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مدد صرف اللہ سے مانگنی چاہئے جس نے غیر اللہ کو مدد کے لئے پکارا اس نے شرک کیا، جس نے یار رسول اللہ مدد پکارا اس نے شرک کیا۔ جس نے یا علی مدد، یا غوث مدد پکارا اس نے شرک کیا۔

غلو کا دوسرا سبب: خواہشات نفس کی پیروی

جو لوگ خواہشات کے پیچھے چلتے ہیں وہ عموماً اپنی عقل کو شریعت سے آگے رکھتے ہیں۔ وہ عقلی مثالوں اور دماغی محنتوں سے باتیں بناتے ہیں۔ وہ اپنی عقل کو شریعت کے موافق کرنے کے بجائے شریعت کو اپنی عقل کے موافق بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر شریعت ان کی عقل کے موافق رہی تو مان لیتے ہیں ورنہ کسی تاویل یا تحریف کے ذریعہ اسے رد کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں نے جب شریعت کو اس کا حقیقی مقام نہیں دیا اور عقل کو اس کے مقام و مرتبہ سے بلند کر دیا تو ہلاکت ان کا مقدر ہو گئی۔

بعض لوگ پست خیال کے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو کتا یا اس سے بھی حقیر بنانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ایک صاحب کہتے ہیں: "اے کاش! میں مدینہ شریف کے کسی کتے شریف کے دم شریف کا بال شریف ہوتا۔" ظاہر بات ہے کہ مذکورہ قول قائل کی خواہش پرستی کا نتیجہ ہے۔ کتا کو اسلام نے نجس قرار دیا ہے اور اس کی نجاست سارے مسلمانوں کو

معلوم ہے۔ کبھی کوئی ہوشمند مسلمان کتا ہونے کی تمنا نہیں کر سکتا۔ اسی لئے صحابہ و تابعین اور ائمہ دین تو بڑی بات ہے تاریخ اسلام کے کسی معتبر عالم دین نے کبھی کتا ہونے کی تمنا نہیں کی۔ چودھویں صدی کے بعض جاہلوں نے ایسی احمقانہ بات کہی ہے۔ اللہ خواہش پرستی سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ جو لوگ نبی ﷺ کو عرب بغیر عین اور احمد بلا میم کہتے ہیں وہ بھی ان کی خواہش پرستی کا نتیجہ ہے۔

غلو کا تیسرا سبب: غیر معتبر، کمزور اور جھوٹی احادیث پر اعتماد

حقیقت یہ ہے کہ جھوٹی احادیث یوں ہی نہیں پیدا ہو گئیں بلکہ اس کے پیچھے منجملہ دیگر اسباب کے ایک اہم سبب دشمنان اسلام کی چال اور سازش بھی تھی۔ اہل باطل نے اہل اسلام کو صحیح عقیدہ سے منحرف کرنے کے لئے نیز اپنے بر خود غلط افکار و عقائد کو دین اسلام کا حصہ بنانے اور اسے عوام میں رواج دینے کے لئے حدیثیں گھڑیں۔ ایسے ہی بعض نادانوں نے دینداری پیدا کرنے کے لئے جھوٹی احادیث کا سہارا لیا۔

سارے مسلمان یہ بات جانتے ہیں کہ جن وانس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت و بندگی کے لئے پیدا فرمایا کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا صاف صاف ارشاد ہے: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ ﴿۵۶﴾ (میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں)۔

نیز زمین و آسمان کی تخلیق کا سبب بھی قرآن کریم میں اللہ نے بیان فرما دیا ہے۔ ارشاد ہے: ﴿اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَنْزِلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِنَعْلَمَ مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا﴾ ﴿۱۲﴾ (الطلاق: ۱۲) (اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور اسی کے مثل زمینیں بھی۔ اس کا حکم ان کے درمیان اترتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو باعتبار علم گھیر رکھا ہے)۔

یہ رہیں قرآنی آیات جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جن وانس اور آسمان و زمین کی پیدائش کا مقصد اللہ کے علم و قدرت کا اظہار ہے نیز تاکہ

صرف اسی ایک کی عبادت کی جائے۔ اب دیکھئے اس کے برخلاف ایک شخص نے جھوٹی حدیث گھڑی اور دین میں غلو کرنے کا سامان کیا۔ حدیث یوں بیان کی جاتی ہے: لولاک لما خلقت الافلاک (اے اللہ کے نبی اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا) قرآنی آیت کے مقابلہ میں یہ جھوٹی حدیث پیش کر کے بعض لوگ نبی ﷺ کی ذات میں غلو کرتے ہوئے آپ کو صاحب لولاک کا خطاب دیتے ہیں۔ علامہ اقبال نے اپنے ایک شعر میں کہا ہے:

نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے

دیکھئے کس طرح ایک جھوٹی حدیث کی بنا پر لوگ تخلیق افلاک کے صحیح سبب سے منحرف ہو گئے۔

آئیے جھوٹی اور باطل حدیث کے ذریعہ گمراہ ہونے کا ایک اور نمونہ دیکھتے ہیں۔

ایک جھوٹی، بے بنیاد اور بے اصل حدیث ہے: کنت نبیا و آدم بین الماء والطين (میں اس وقت نبی تھا جب آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے) اس جھوٹی حدیث کو دلیل بنا کر گمراہ صوفی ابن عربی نے حقیقت محمدیہ کی اصطلاح بنائی، اور کہا کہ محمد ﷺ کی پیدائش اگرچہ بعد میں ہوئی لیکن حقیقت محمدیہ کا وجود سب سے پہلے تھا۔

ظاہر ہے کہ جب یہ حدیث ہی سرے سے باطل ہے تو اس کی بنیاد پر بنائی ہوئی عمارت خود بخود زمیں بوس ہو جاتی ہے، اور حقیقت محمدیہ کا پورا نظریہ باطل قرار پاتا ہے۔ صحیح حدیث اس طرح ہے: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَتَى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ؟ قَالَ: «وَأَدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ». قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ۔ (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کی نبوت کب ثابت ہوئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: «جب آدم جسم و روح کے درمیان تھے»۔ اسے امام ترمذی نے روایت کیا

ہے اور صحیح قرار دیا ہے۔

یہی حدیث مسند احمد اور مستدرک حاکم میں میسرہ الفجر نامی صحابی سے آئی ہے اور اس میں سوال کا لفظ اس طرح ہے: متی کنت نبیا؟ (آپ کب نبی تھے؟) اور دوسرا لفظ ہے: متی کتبت نبیا؟ (آپ کو کب نبی لکھا گیا؟)

اس حدیث سے یہ سمجھ لینا کہ آپ ﷺ کی ذات ولادت آدم سے پہلے ہی موجود تھی یا آپ اسی وقت نبی بنا دیئے گئے نری جہالت ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کو چالیس برس کی عمر میں نبی بنایا گیا۔ البتہ نوشتہ تقدیر میں آپ کی نبوت لکھی ہوئی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَذَا الْقُرْآنَ وَإِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمَنِ الْغَافِلِينَ﴾ ﴿٢﴾ یوسف: ۳ (ہم آپ کے سامنے بہترین بیان پیش کرتے ہیں، اس وجہ سے کہ ہم نے آپ کی جانب یہ قرآن وحی کے ذریعہ نازل کیا ہے اور یقیناً آپ اس سے پہلے بے خبروں میں سے تھے)۔

نیز ارشاد ہے: ﴿وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَٰكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَن نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾ الشوری: ۵۲ (اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے روح کو اتارا ہے، آپ اس سے پہلے یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ کتاب اور ایمان کیا چیز ہے؟ لیکن ہم نے اسے نور بنایا، اس کے ذریعہ سے اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں، بے شک آپ راہ راست کی رہنمائی کر رہے ہیں)۔

آپ دیکھ رہے ہیں کہ قرآن کریم میں بڑی وضاحت کے ساتھ یہ بات دہرائی گئی ہے کہ قرآن نازل ہونے سے پہلے آپ ﷺ کو کچھ معلوم نہیں تھا۔ اور یہ بات ہر خاص و عام مسلمان کو معلوم ہے کہ آپ پر چالیس برس کی عمر میں قرآن نازل ہوا۔ اور چالیس برس کی عمر میں آپ کو نبی بنایا گیا۔

منک و الیک یا محمد کی جھوٹی کہانی بھی کسی دشمن

اسلام نے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے گڑھی ہے۔

وہ کہانی یہ ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک بار جبریل علیہ السلام چند آیات لے کر نازل ہوئے۔ ابھی محمد ﷺ کو ان آیات کی وحی نہیں کی تھی لیکن اس سے پہلے ہی آپ کو ان آیات کی تلاوت کرتے ہوئے سنا۔ پوچھا ابھی تو میں نے وحی نہیں کی ہے آپ ابھی سے ان آیات کی تلاوت کیسے کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جبریل! جب تمہیں وحی کی جاتی ہے تو کبھی پردہ اٹھا کے دیکھا کہ وحی کرنے والا کون ہے؟ جبریل گئے پردہ اٹھا کے دیکھا تو محمد ﷺ نظر آئے۔ تعجب سے چیخ پڑے منک والیک یا محمد۔ یہ کہانی بھی گمراہ صوفی ابن عربی نے گڑھی ہے اور کبریت احمر نامی کتاب میں لکھا ہے۔

اگر آپ نبی ﷺ کی سیرت پڑھیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ ﷺ کی زندگی میں کتنی بار ایسا ہوا ہے کہ آپ وحی کے انتظار میں رہے اور جب تک وحی نہیں آئی آپ نے اپنے طور پر کوئی بات نہیں کہی۔ نیز آپ غور کریں۔ اس کہانی کا مفاد یہ ہے کہ قرآن اللہ کی طرف سے نہیں بلکہ

خود محمد ﷺ کی طرف سے تھا۔ یہی وہ بات ہے جو کفار مکہ کہا کرتے تھے۔
 اور نبی ﷺ فرماتے تھے کہ قرآن پورا بنانا تو دور کی بات ہے میں اس میں
 معمولی رد و بدل بھی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ ارشاد ہے: ﴿وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ
 ءَايَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا أَتَنْتَلِينَا فِي هَذَا
 أَوْ بَدَّلَهُ قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَائِي نَفْسِي إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا
 يُوحَىٰ إِلَيَّ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابٌ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٥﴾ قُلْ لَوْ
 شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَاكُمْ بِهِ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ
 عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٦﴾ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ
 كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُونَ ﴿١٧﴾﴾
 یونس: ۱۵ - ۱۷ (اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں جو
 بالکل صاف صاف ہیں تو یہ لوگ جن کو ہمارے پاس آنے کی امید نہیں ہے
 یوں کہتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی دوسرا قرآن لائیے یا اس میں کچھ ترمیم
 کر دیجئے۔ آپ یوں کہہ دیجئے کہ مجھے یہ حق نہیں کہ میں اپنی طرف سے اس
 میں ترمیم کر دوں بس میں تو اسی کا اتباع کروں گا جو میرے پاس وحی کے

ذریعہ سے پہنچا ہے، اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں۔ آپ یوں کہہ دیجئے کہ اللہ کو منظور ہوتا تو نہ تو میں تم کو وہ پڑھ کر سناتا اور نہ اللہ تعالیٰ تم کو اس کی اطلاع دیتا، کیونکہ میں اس سے پہلے تو ایک بڑے حصہ عمر تک تم میں رہ چکا ہوں۔ پھر کیا تم عقل نہیں رکھتے۔ سو اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہو گا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتوں کو جھوٹا بتلائے، یقیناً ایسے مجرموں کو اصلاً فلاح نہ ہو گی)۔

غلو سے بچنے کے وسائل

آخر میں غلو سے بچنے کے چند وسائل کا ذکر مناسب ہے تاکہ ہم ان وسائل کو اختیار کر کے غلو سے اپنے آپ کو اور دوسروں کو بچا سکیں۔

۱۔ اللہ سے دعا:

ہمیں ہمیشہ اللہ سے دعا کرتے رہنا چاہئے:

﴿ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿٦﴾ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ

وَلَا الضَّالِّينَ ﴿٧﴾ ﴾ الفاتحہ: ۶ - ۷

(ہمیں سیدھی (اور سچی) راہ دکھا۔ ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا ان کی نہیں جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کی)۔

صراطِ مستقیم اہل غلو اور اہل تقصیر کے درمیان کا راستہ ہے۔ اس راستہ کی ہدایت نبی ﷺ بھی اللہ سے مانگا کرتے تھے جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت ہے۔

عن أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَحُ صَلَاتَهُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ؟ قَالَتْ: كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَحَ صَلَاتَهُ: «اللَّهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ، فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ، اهْدِنِي لِمَا اخْتَلَفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ، إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ.» (صحیح مسلم)

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بیٹے ابوسلمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اللہ کے نبی ﷺ اپنی رات کی صلاہ کس چیز سے شروع کیا کرتے تھے تو آپ نے فرمایا: جب آپ رات کو اٹھتے تو اس دعا سے اپنی صلاہ شروع کرتے۔ «اے جبرائیل ومیکائیل اور اسرافیل کے رب، آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے، غائب وحاضر کے جاننے والے! اپنے بندوں کے اختلافی معاملات میں تو فیصلے کرتا ہے۔ تو

اختلافی معاملہ میں اپنے حکم سے حق کی طرف میری رہنمائی کر۔ یقیناً تو جسے چاہتا ہے اسے صراط مستقیم کی رہنمائی فرماتا ہے۔

۲۔ اہل علم سے سوال:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ ﴿۴۳﴾ النحل: ۴۳ (پس اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے دریافت کر لو)۔

نیز نبی ﷺ کا ارشاد ہے: «أَلَا سَأَلُوا إِذَا لَمْ يَعْلَمُوا، فَإِنَّمَا شَفَاءُ الْعِي السُّؤَالُ». (رواہ ابو داود وصححه الألبانی) «جب انھیں نہیں معلوم تھا تو پوچھا کیوں نہیں، جہالت کا علاج سوال کرنے میں ہے»۔

۳۔ پابندی شریعت:

ہمیشہ شریعت کے دائرہ میں رہنا اور کبھی اس کے متعین کردہ حدود سے باہر نہ نکلنا بھی غلو سے بچنے کا ایک اہم وسیلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾

البقرة: ۲۲۹) (یہ اللہ کی حدود ہیں خبردار ان سے آگے نہ بڑھنا اور جو لوگ اللہ کی حدود سے تجاوز کر جائیں وہ ظالم ہیں)۔

۴۔ استقامت اختیار کرنا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾ ﴿۱۱۲﴾ (پس آپ جمے رہئے جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے اور وہ لوگ بھی جو آپ کے ساتھ توبہ کر چکے ہیں، خبردار تم حد سے نہ بڑھنا، اللہ تمہارے اعمال کا دیکھنے والا ہے)۔

۵۔ غلو کی ممانعت کو یاد رکھنا:

غلو کی ممانعت کو یاد رکھنا اور اس کے خطرات و نقصانات کی معلومات رکھتے ہوئے ان سے آگاہ رہنا۔

ان باتوں کی تفصیل نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کی جا چکی ہے۔
وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین